بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ربع مسکوں میں شرق تا غرب مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر ملت اسلامیہ کا ہر وہ شخص پریشان ہوتا ہے جس کے دل میں احساس زیاں باقی ہے۔ لیکن مسلم معاشرے میں ایسے اشخاص کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ ان کے دل سے احساس زیاں کب کا مٹ چکا ہے اور وہ جس حال میں ہیں مست اور مگن ہیں۔ ان کے امیر مال مست ہیں تو ان کے فقیر حال مست۔ اس بے حسی کا سبب دریافت کریں تو ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ مسلمان من حیث القوم اپنے نصب العین سے دور ہو چکے ہیں، بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ ان کے پیش نظر اب سرے سے کوئی نصب العین رہا ہی نہیں۔ کسی نصب العین کا نہ ہونا آج کل کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا نصب العین ہے کیا۔ اور اس نصب العین کی طرف انہیں کس طرح مائل کیا جا سکتا ہے۔ اس سوال کا جواب بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اس ملت کے نام ہی میں مضمر ہے۔ البتہ امتداد زمانہ اور ناواقفیت کی وجہ سے اس حقیقت کے چہرے پر جو پردہ پڑ گیا ہے اسے ہٹانے کے لئے یک گونہ شعوری کوشش کی ضرورت ہے۔ سو یہ کام اس قوم کے علماء، دانشوروں، شاعروں اور ادیبوں کا ہے کہ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس پردے کو ہٹانے کی سعی کریں۔ اور مسلمانوں میں یہ شعور زندہ کریں کہ مسلمان کے نام سے ان کا موسوم ہونا امر

اتفاقی نہیں بلکہ ان کے نام کا ان کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔

یہ کوئی فلسفے کے اسرار و رموز نہیں، بلکہ پیش پا افتادہ ایک عام سی اور معمولی، مگر مبنی بر حقیقت بات ہے کہ معمورہ ارض میں مسلمان نام کی ایک جداگانہ قوم یا ملت اس وقت وجود میں آئی جب اسلام ایک تحریک کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ اسلام نے اسی زمین کے بسنے والوں میں سے کچھ لوگوں کو ان کی خاص صفات اور امتیازی صلاحیتوں کے پیش نظر چن کر ایک قومی وحدت کی تشکیل کی۔ ظاہر ہے وہ قوت جامعہ جس نے اس نوخیز جماعت کو اکٹھا کر کے قومی تشخص عطا کیا یہی اسلام تھا جو ہمیشہ کے لئے اس ملت کا نصب العین قرار پایا۔ آج اس نصب العین کو خیرباد کہہ کر مسلمان ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ نہیں معلوم وہ بنی اسرائیل کی طرح عصر حاضر کے "میدانِ تیہ" میں کب تک بھٹکتے رہیں گے، اور یوں ہی ذلت و خواری سے کب تک دوچار رہیں گے۔ مسلمانوں کو ان کے چھوڑے ہوئے نصب العین کی طرف واپس لانے کے لئے وہی تدبیر اختیار کرنی ہوگی جس کے نقوش ہمیں صدر اول کے مسلمانوں کی ابتدائی زندگی میں ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر اختیار کی جائے گی تو وہ کارگر نہیں ہوگی اور اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔

تازہ صورت حالات کا خوش آئند پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں نے کروٹ بدلی ہے۔ ان میں زندگی حرکت اور حرارت کے آثار ہویدا ہو رہے ہیں۔ خدا کرے یہ تبدیلی ایک مستقل تحریک بن کر مسلمانوں کے درخشاں مستقبل کا نشان بن جائے اور مسلمان دنیا کے اسٹیج پر ایک بار پھر اپنا وہ کردار ادا کر سکیں جس کے لئے ان کی ملت کو برپا کیا گیا تھا۔

(مدیر)